افسانہ غرانیق

(۱)

ثاقب اکبر

"غرانیق" غرنوق یا غرنیق کی جمع ہے۔ لغت میں اس لفظ کے معنی سیاہ یا سفید مرغابی یا خوبصورت جوان کے ہیں۔ یہ بگلے کی قسم کا پرندہ ہے' جس کے پیر لمبے لمبے اور گردن دراز ہوتی ہے' پر زیادہ نہیں ہوتے' مچھلی کھاتا ہے' اونچے درختوں پر گھونسلا بناتا ہے۔ آج کی عربی زبان میں اسے "مالک الحزین" کہتے ہیں۔(۱) رچرڈ بل نے غرانیق کا ترجمہ "SWANS" کیا ہے۔ لغت میں SWAN ہنس یا ہنس راج کو کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کا مفہوم یوں واضح کیا گیا ہے: "Large, graceful big duck"۔ یہ بات ہم یہاں پر واضح کر دیں کہ جنہوں نے غرانیق کا معنی دیویاں یا دیوتا کیے ہیں انہوں نے روایات وغیرہ میں اس کے مصادیق کے پیش نظر ایسا کیا ہے ورنہ عربی ادب میں خداؤں یا دیوتاؤں کو اس صفت سے یاد نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا المنجد میں بھی یہی معنی کیا گیا ہے:

طائر مائی من فصیلة الکرکیات عریض الجناح طویل الساق(۴)۔

کلمہ "غرانیق" کی مختصر وضاحت کے بعد اب ہم "افسانہ غرانیق" کی طرف آتے ہیں۔ اس افسانے کو ہم تاریخ طبری سے نقل کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے:

فکان رسول الله صلی الله علیه و سلم حریصا علی صلاح قومه محبا مقاربتهم بما وجد الیه السبیل قد ذکر انه تمنی السبیل الی مقاربتهم فکان من امره فی ذلك ما حدثنا ابن حمید قال حدثنا سلمة قال حدثنی محمد بن اسحاق عن یزید بن زیاد المدنی عن محمد بن کعب القرظی قال لما رای رسول الله ﷺ تولی قومه عنه و شق علیه ما یری من مباعدتهم ما جاء هم به من الله تمنی فی نفسه ان یاتیه من الله ما یقارب بینه و بین قومه و کان یسره مع حبه قومه و حرصه علیهم ان یلین له بعض ما قد غلظ علیه من امرهم حتی حدث بذلك نفسه و تمناه و احبه فانزل الله عزوجل (والنَّجمِ اِذا

هَوَى مَاضَلَ صَاحِبُكُم وَ مَا غَوَى وَ مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ۔ فلما انتهى الى قوله۔ اَفَرَاَيْتُم اللَّاتَ و العُزَّى وَ مَنَاةَ الثَّالِثَهَ الْاُخرَى) القى الشيطان على لسانه لما كان يحدث به نفسه و يتمنى ان ياتى به قومه تلك الغرانيق العلى و ان شفاعتهن ترتضى فلما سمعت ذلك قريش فرحوا و سرهم و اعجبهم ما ذكر به آلهتهم فاصاخوا له و المومنون مصدقون نبيهم فيما جاء هم به عن ربهم و لا يتهمونه على خطاء ولا وهم و لا زلل فلما انتهى الى السجدة منها و ختم السورة سجد فيها فسجد المسلمون بسجود نبيهم تصديقا لما جاء به و اتباعا لامره و سجد من فى المسجد من المشركين من قريش و غيرهم لما سمعوا من ذكر آلهتهم فلم يبق فى المسجد مومن ولا كافر الا سجد الا الوليد بن المغيرة فانه كان شيخا كبيرا فلم يستطع السجود فاخذ بيده حفنة من البطحاء فسجد عليها ثم تفرق الناس من المسجد و خرجت قريش و قد سرهم ماسمعوا من ذكر آلهتهم يقولون قد ذكر محمد آلهتنا باحسن الذكر قد زعم فيما يتلو انها الغرانيق العلى و ان شفاعتهن ترتضى و بلغت السجدة من بارض الحبشة من اصحاب رسول الله ﷺ و قيل اسلمت قريش فنهض منهم رجال و تخلف آخرون و آتى جبريل رسول الله ﷺ فقال يا محمد ماذا صنعت لقد تلوت على الناس مالم آتك به عن الله عزوجل و قلت ما لم يقل لك فحزن رسول الله ﷺ عند ذلك حزنا شديدا و خاف من الله خوفا كثيرا فانزل الله عزوجل و كان به رحيما يعزيه و يخفض عليه الامر و يخبره انه لم يك قبله نبى و لا رسول تمنى كما تمنى و لا احب كما احب الا و الشيطان قد القى فى امنيته كما القى على لسانه ﷺ فنسخ الله ما القى الشيطان و احكم آياته اى فانما انت كبعض الانبياء و الرسل فانزل الله عزوجل (وَ مَا اَرسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَ لَا نَبِى اِلا اِذَا تَمَنى اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِى اُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطَانُ ثُمَّ يَحْكُمِ اللّٰهُ آيَاتِهِ وَ اللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ) فاذهب الله عزوجل عن نبيه الحزن و آمنه من الذى كان يخاف و نسخ ما القى الشيطان على لسانه من ذكر آلهتهم انها الغرانيق العلى و ان شفاعتهن ترتضى بقول الله عزوجل حين ذكر اللات و العزى و مناة الثالثه الاخرى (الكُم الذَّكَرُ وَ لَهُ الْاُنثى تِلْكَ اِذاً قِسمَة ضِيزَى) اى عوجاء (اِنْ هِىَ اِلا اَسمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا اَنْتُمْ وَ آبَاؤُ كُم ۔۔ اِلى قوله ۔۔ لِمَنْ يَشَاءُ و يَرْضى) اى فكيف تنفع شفاعة آلهتكم عنده فلما جاء من الله مانسخ ما كان الشيطان القى على لسان نبيه قالت قريش ندم محمد على ما ذكع من منزلة آلهتكم عند الله فغير

ذلك و جاء بغيره و كان ذانك الحرفان اللذان القى الشيطان على لسان رسول الله ﷺ قد وقعا فى فم كل مشرك فازدادوا شرا الى ما كانوا عليه شدة على من اسلم و اتبع رسول الله ﷺ منهم و اقبل اولئك النفر من اصحاب رسول الله ﷺ الذين خرجوا من ارض الحبشة لما بلغهم من اسلام اهل مكة حين سجدوا مع رسول الله ﷺ حتي اذا دنوا من مكة بلغهم ان الذى كانوا تحدثوا به من اسلام اهل مكة كان باطلا فلم يدخل منهم احد الا بجوار او مستخفيا فكان من قدم مكة منهم فا قام بها حتى هاجر الى المدينة فشهد معه بدرا من بنى عبد شمس بن عبد مناف بن قصى عثمان بن عفان بن ابى العاص بن امية معه امراته رقية بنت رسول الله ﷺ و ابو حذيفة بن عتبة بن روبعة بن عبد شمس معه امراته سهلة بنت سهيل و جماعة اخر معهم عددهم ثلاثة و ثلاثون رجلا۔ (۵)

اس عبارت کا مفہوم ملاحظہ کیجئے (خیال رہے کہ یہ لفظی ترجمہ نہیں) :

پس رسول اللہ ﷺ قرابت کی محبت کے باعث اپنی قوم قبیلے کی اصلاح کی شدید خواہش رکھتے تھے۔۔۔ اس سلسلے میں ایک حدیث ہم سے ابن حمید نے بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اسے سلمہ نے ہم سے بیان کیا ہے' وہ کہتا ہے کہ مجھ سے محمد بن اسحاق نے یزید بن زیاد المدنی سے اور اس نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہ نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان سے منہ موڑ رکھا ہے اور جب وہ اس سے ان کی دوری دیکھتے کہ جو کچھ ان کے لیے اللہ کی طرف سے آیا ہے تو ان پر بہت گراں گزرتا۔ ان کے دل میں یہ تمنا تھی کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی ایسی چیز آئے جو آپؐ کے اور آپؐ کی قوم کے درمیان قربت پیدا کر دے۔۔۔

پس اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کی :

و النجم اذا هوى ما ضل صاحبكم و ما غوىٰ و ما ينطق عن الهوى

پس جب یہ آیات تمام ہوئیں :

افرايتم اللات و العزى و مناة الثالثة الاخرى

تو شیطان نے آپ کی زبان پر آپ کی اپنی قوم کے لیے آرزو کے مطابق یہ القاء کر دیا :

تلك الغرانيق العلى و ان شفاعتهن ترتضى

یعنی یہ بلند مرتبہ پرندے ہیں جن کی شفاعت پر راضی ہوا جاتا ہے۔

اپنے خداؤں کے بارے میں جب قریش نے یہ کلمات سنے تو شاداں و فرحاں ہو گئے۔۔۔

اور مومنین نے اپنے نبی پر جو کچھ ان کے رب کی طرف سے آیا تھا اس کی تصدیق کی اور انہوں نے اس میں آپؐ

کی خطا کا وہم بھی نہ کیا۔۔۔ پس جب سورہ ختم ہو گیا تو۔۔۔

مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا اپنے نبی کے سجود کے ساتھ ان پر جو کچھ نازل ہوا تھا اس بارے میں ان کی تصدیق کرتے ہوئے اور ان کے حکم کی اتباع میں سجدہ کیا اور قریش وغیر قریش میں سے جو مشرکین مسجد میں موجود تھے انہوں نے بھی جب اپنے خداؤں کا ذکر سنا تو سجدہ کیا۔ پس مسجد میں کوئی مومن یا کافر ایسا نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ ہاں البتہ ولید بن مغیرہ رہ گیا کیونکہ وہ بہت بوڑھا تھا اور وہ سجدہ نہ کر پاتا تھا۔ پس اس نے زمین بطحاء سے کچھ مٹی اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا۔ پھر لوگ مسجد سے چلے گئے۔ قریش نکلے تو جو کچھ انہوں نے اپنے خداؤں کے بارے میں سنا تھا اس پر خوش تھے۔ کہنے لگے کہ محمد نے ہمارے خداؤں کا بہت اچھا ذکر کیا ہے۔۔۔ اس سجدے کا ذکر حبشہ میں اصحاب رسولؐ تک جا پہنچا اور کہا گیا کہ قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پس کچھ مرد تو ان میں سے واپس آگئے اور کچھ وہیں ٹھہرے رہے۔

پھر جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد! آپ نے یہ کیا گھڑ لیا' آپ نے لوگوں کے سامنے وہ تلاوت کر ڈالی جو میں اللہ عزوجل کی طرف سے لے کر آپ کے پاس نہیں آیا اور آپ نے وہ کچھ کہہ دیا جو آپ سے کہا نہیں گیا۔ اس پر رسول اللہ بہت زیادہ غمگین ہو گئے اور اللہ عزوجل سے بہت ڈرے۔ پس اللہ عزوجل نے ان پر یہ آیت نازل کی کہ وہ ان پر بڑا مہربان تھا۔۔۔

اور اس نے انہیں خبر دی کہ آپؐ سے پہلے کوئی ایسا نبی اور رسول نہیں گزرا کہ جس نے کوئی تمنا کی ہو۔۔۔

تو شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ القا نہ کر دیا ہو' جیسے اس نے آپ کی زبان پر القاء کر دیا۔ پس جو کچھ شیطان نے القاء کیا اللہ نے اسے منسوخ کر دیا اور اس نے اپنی آیات کو محکم کر دیا۔ پس آپ بھی دیگر انبیاء ورسل کی طرح ہیں۔

پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ مَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ رَسُوۡلٍ وَ لَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تمنّٰی اَلۡقی الشَّیۡطٰنُ فِی اُمۡنِیَّتِہٖ فَیَنۡسَخُ اللّٰہُ مَا یُلۡقِی الشَّیۡطٰنُ ثُمَّ یُحۡکِمُ اللّٰہُ آیٰتِہٖ و اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ

اس طرح اللہ نے اپنے نبی کا غم دور کر دیا اور انہیں اس خوف سے اطمینان عطا کر دیا اور شیطان نے آپؐ کی زبان میں خداؤں کا جو ذکر القاء کر دیا تھا اسے منسوخ کر دیا اور اس کے جائے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

الکم الذکر و له الانثی تلك اذاً قسمة ضیزی

کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اس کے لیے بیٹیاں ہیں۔ یہ کتنی بری تقسیم ہے۔

ان هی الا اسماء' سمیتموها انتم و آباء کم ـــ لمن یشاء و یرضی

یہ تو صرف نام ہیں' جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔۔۔

پس تمہارے دیوتاؤں کی اللہ سے شفاعت تمہیں کیسے فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

پس شیطان نے جو کچھ نبی کی زبان پر القاء کر دیا تھا اسے منسوخ کرنے کا حکم خدا کی طرف سے آ گیا تو قریش کہنے لگے کہ محمد نے اللہ کی طرف سے جو کچھ ہمارے خداؤں کی شان میں کہا تھا اس پر نادم ہو گیا ہے لہذا وہ اسے تبدیل کر کے اس کے بجائے دوسری عبارت لے آیا ہے اور یہ دو حرف تھے جو شیطان نے رسول اللہ ﷺ کی زبان پر القاء کیے تھے۔ یہ دونوں حروف سب مشرکوں کے زبان پر جاری ہو گئے۔ پس جس شر پر وہ پہلے تھے اس میں اضافہ ہو گیا اور رسول اللہؐ پر ایمان لانے والوں اور ان کے پیروکاروں پر ان کی شدت اور بھی بڑھ گئی۔ پھر اصحاب رسولؐ کا جو گروہ حبشہ سے اہل مکہ کے رسول اللہؐ کے ساتھ سجدہ کرتے ہوئے اسلام لانے کا سن کر آ گیا تھا مکہ کے قریب پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ جو کچھ انہوں نے اہل مکہ کے اسلام کے بارے میں سنا تھا وہ غلط تھا۔ لہذا ان میں سے کوئی بھی شہر میں داخل نہ ہوا مگر یہ کہ وہ شہر کے مضافات تک یا پھر چھپ چھپ کر رہا۔۔۔

تاریخ کے امام ابن جریر طبری پر ہی کیا بس ہے' بہت سے مورخین و مفسرین نے اس قصے کا تائید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اس سلسلے میں کئی بڑے بڑے نام گنواتے ہیں :

یہ قصہ ابن جریر اور بہت سے مفسرین نے اپنی تفسیروں میں' ابن سعد نے طبقات میں' الواحدی نے اسباب النزول میں' موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں' ابن اسحاق نے سیرت میں اور ابن ابی حاتم' ابن المنذر' بزار' ابن مردویہ اور طبرانی نے اپنے احادیث کے مجموعوں میں نقل کیا ہے۔(۶)

مولانا نے اس واقعے کی سندوں کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے :

جن سندوں سے یہ نقل ہوا ہے : وہ محمد بن قیس' محمد بن کعب قرظی' عروہ بن زبیر' ابو صالح' ابو العالیہ' سعید بن جبیر' ضحاک' ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث' قتادہ' مجاہد' سدی' ابن شہاب زہری اور ابن عباس پر ختم ہوتی ہیں۔(۷)

اس روایت پر ہم تنقیدی نظر ڈالیں گے۔ ان داخلی اور خارجی شہادتوں اور پہلوؤں کا جائزہ لیں گے جن کی مدد سے ہم اصل صورت حال اور قصے کی حقیقت کا کھوج لگا سکتے ہیں۔ یہاں ہمیں صرف اتنا کہنا ہے کہ اس کے اثرات اسلام کی تبلیغ پر منفی ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ اس میں مسلمانوں کی "سادہ دلی" یا بے اعتنائی کا بھی خاصا حصہ ہے۔ لہذا اس سے پہلے کہ ہم قصے پر بحث کا تفصیلی آغاز کریں غیر مسلموں کے تبصروں کے چند نمونے پیش کرتے ہیں تاکہ موضوع کی اہمیت قارئین کرام کے لیے مبرھن ہو جائے۔

غیروں کا سوئے استفادہ

اس افسانے کی بازگشت دور دور تک پہنچی۔ "اپنے" ہی "کثرت رواۃ" کے خیال خام میں نہ بہکے' غیروں نے

بھی سوئے استفادہ کیا۔ بدنام زمانہ سلمان رشدی کی رسوائے زمانہ **Satanic Verses** تو اس دور کی استعماری سازشوں کا شاخسانہ اور ادب کے نام پر بے ادبی ہے، قبل ازیں بھی اس حوالے سے بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے۔ بعض نے تو فقط اسے خبث باطن کے اظہار کا وسیلہ بنایا ہے اور بعض نے "تحقیق" کے نام پر اس کا ذکر کیا ہے مگر بہت سے مستشرقین نے تحقیق کا حق ادا کرنے کے بجائے اسے اپنی رائے کی تائید کے ضمن میں ذکر کیا ہے یا پھر کم از کم شبہ پید کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔

ماسٹر رام چند نے رسول اسلامؐ اور قرآن حکیم کے خلاف نفرت اور شکوک پیدا کرنے میں ایک عمر صرف کر دی "تحریف قرآن" اس کی نفرت انگیز تحریک ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس کتاب کا آخری حصہ اس نے "افسانہ غرانیق" ہی کو درست ثابت کرنے کے لئے وقف کیا ہے۔ اس حوالے سے بعض مسلمان مفسرین کی عبارات ان کے من پسند ترجمے اور اپنی حاشیہ آرائیوں کے بعد خلاصہء کلام یوں بیان کرتا ہے :

> محمد صاحب کو اس بات کی بڑی تمنی یا حرص تھی کہ بت پرست لوگ مکہ کے 'ان کے رسول خدا ہونے پر ایمان لے آویں اور ان کے مرید بن جاویں۔ پس انہوں نے اپنے دل میں یہ آرزو کی کہ قرآن میں کوئی ایسی بات نازل ہو جاوے جس سے بت پرست لوگ خوش ہو کر ایمان لے آویں۔ پس موافق اس ہوا و ہوس کے شیطان نے انہیں بہکایا اور انہوں نے ایک آیت بت پرستی کی تائید میں پڑھ دی۔ پس بت پرست لوگ خوش ہو گئے لیکن بعد ازاں محمد صاحب اس حرکت شیطانی سے نادم ہوئے اور وہ آیت بت پرستی کی منسوخ ہو گئی۔ اس پر بت پرست لوگ مکہ کے پھر ناراض اور مخالف ہو گئے۔
>
> سب سے بڑی دلیل اس قصہ کے حق ہونے کی یہ ہے کہ وہ مطابق ہے مضمون چار آیتوں یعنی آیت پنجاہ و یکم اور اس سے آگے کی تین آیتوں سورہ حج کے کہ وہ مضمون ایسا ہے کہ اس قصہ کو طلب کرتا ہے۔ دوم یہ کہ یہ قصہ سب مفسرین، متقدمین اور متاخرین نے نقل کیا ہے اور اکثروں نے اس کو حق جانا ہے اور بعض نے اس کی تاویلیں کی ہیں اور بعض نے اسے غلط کہ دیا ہے اور پھر نہ بتایا کہ اگر یہ قصہ غلط ہے تو اس غلط قصہ کی اصل کیا ہے اور دوسرا قصہ کونسا ہے کہ مطابق مضمون چار آیتوں مذکورہ بالا کے ہو اور یہ زبردستی ہے اور طریقہ محققوں کے خلاف ہے۔ (۸)

رچرڈ بل **(Richard Bell)** معروف مستشرق ہیں۔ **INTRODUCTION TO THE QUR,AN** ان کی معروف کتاب ہے۔ رچرڈ بل کا انداز بیاں محتاط ہے۔ تاہم انہوں نے بھی اپنے خاص انداز میں اس واقعے کی درستی کو مسلمہ لیتے ہوئے لکھا ہے :

Then there is the story, often referred to, that Muhammad on one occasion recognised the pagan deities as subordinate beings whose intercession might be of some avail. Tradition has preserved the passage said to have come in LIII, as originally delivered, after vv. 19, 20. There the goddesses al-Lat, al-'Uzza and al-Manat are mentioned; then came the two verses: "These are the swans exalted, whose intercession is to be hoped for", or, according to another reading, "is approved (of Allah)". It seems almost certain that Muhammad made some such concession, and the fact that at v.26 this surah passes abruptly to deal with the intercession of angels is a slight confirmation of a previous reference to intercession having occurred in it. (9)

اس کا مفہوم یہ ہے۔

پھر ایک کہانی ہے جس کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک مرتبہ محمد نے دیوتاؤں کی شفاعت کو اس حوالے سے قبول کر لیا تھا کہ نمائندوں کی حیثیت سے ان کا واسطہ ضرور مفید ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ایک ایسا پیرا محفوظ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے سورۃ نمبر ۵۳ [النجم] میں آیت ۱۹ اور ۲۰ کے بعد بیان کیا گیا تھا۔ اس مقام پر لات‘ عزیٰ اور منات بتوں کا ذکر ہے۔ اس کے بعد دو آیتیں یوں آتی ہیں: ”یہ معزز پرندے ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے یا ایک اور عبارت کے مطابق: ”[جن کی شفاعت] (اللہ کی طرف سے) قبول کی گئی ہے۔“ یہ بات یقینی ہے کہ محمد نے کچھ ایسی رعایت دی تھی اور یہ حقیقت کہ آیت ۲۶ میں یہ سورت اچانک فرشتوں کی شفاعت کا ذکر کرتی ہے‘ کسی حد تک شفاعت کے بارے میں گذشتہ حوالے کی تائید کرتی ہے‘ جو اس میں پہلے موجود تھا۔

یہاں ہم اس عبارت پر تفصیلی تبصرے کی ضرورت نہیں سمجھتے البتہ سورہ نجم کی آیت ۲۶‘ جس کی طرف اس میں اشارہ کیا گیا ہے‘ قارئین کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں تا کہ وہ رچرڈ بل کی دلیل کا بنظر غائر جائزہ لے سکیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى

اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی شفاعت کچھ کام نہیں آتی‘ مگر خدا جسے چاہے اجازت دے اور پسند کرے۔

ہمیں حیرت ہے کہ رچرڈ بل (Richard Bell) کو اسی سورت کی ابتداء میں آیات ۲ تا ۴ دکھائی نہیں

دیں، جن میں فرمایا گیا ہے :

ماضلّ صاحبکم و ما غویٰ o و ما ینطق عن الھویٰ o ان ھوا الّا وحی یّوحیٰ

تمہارے رفیق (محمد) نہ بھٹکے اور نہ بہکے۔ وہ تو اپنی نفسانی خواہش سے کچھ نہیں کہتے بلکہ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان پر وحی ہوتا ہے۔

اور نہ انہیں آیت ۲۰ کے بعد وہ آیات دکھائی دی ہیں جن میں صراحت سے ان بتوں کی مذمت کی گئی ہے اور ان کے پجاریوں کے عقائد کی مذمت کی گئی ہے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ آیت بتوں کے بارے میں شفاعت کے مزعومہ عقیدے کی تائید کیسے بن سکتی ہے' اس کا جواب پروفیسر رچرڈ بل پر قرض رہ گیا ہے۔

واٹ منٹگمری (Watt Montgomry) رچرڈ بل کے شاگرد اور استشراقی حوالے سے اپنے استاد کا اسلوب نسبتاً زیادہ احتیاط سے آگے بڑھانے والے ہیں۔ انہوں نے اپنے استاد کی ہی کتاب کے متن کے پیش نظر نئے سرے سے کتاب Introduction To The Qur,ān لکھی ہے۔ زیر بحث افسانے کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں :

In a different category are the so-called 'satanic verses', two (or three) verses which came after 53.19,20 when these were originally proclaimed in public in the precincts of the Ka'ba at Mecca, Muhammad is said to have been hoping for a revelation which would have led the Meccan merchants to accept his religion, when there came to him the passage:

> Have you considered al-Lat and al-'Uzza and Manat, the third, the other. These are the intermediates exalted, whose intercession is to be hoped for. Such as they do not forget.

Later - but it is not clear how much later - Muhammad realized that this could not have come from God, for he reverses there came the passage beginning

> is it the male for you and the female for him? That would then be a crooked division.

The first passage permitted intercession to the local deities, presumably regarded as a kind of angelic being who could plead with supreme God on behalf of their worshippers, while what was subsituted was an *argumentum ad hominem* against the belief that such deities were 'daughters of God', and was understood as making such intercession impossible. In essentials it would seem that this account is true, since no Muslim could have invented such a story about Mohammad the story has also some support from the Qur'an, since 22.52/1 (which is said to refer to this incident) states that God 'never sent messenger or prophet before (Muhammad) but that, as he desired, Satan threw (something) into his formulation', through satanic addition was afterwards abrogated by God. (10)

ایک اور درجے میں نام نہاد "شیطانی آیات" ہیں جو دو (یا تین) آیات ہیں اور جو سورہ نجم میں آیات ۱۹ اور ۲۰ کے بعد آئیں' جن کا مکہ میں کعبہ کے نواح میں ابتداً پبلک کے سامنے باقاعدہ اعلان کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ محمد [ص] کو ایسی وحی کی امید تھی جو مکہ کے تاجروں کو ان کا مذہب قبول کرنے کے لئے مائل کر سکے' تب یہ پیرا ان پر نازل ہوا :

> کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا ہے اور تیسرے مناۃ کو بھی یہ معزز واسطہ ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ جیسا کہ وہ بھولتے نہیں۔

بعد ازاں۔۔۔ لیکن واضح نہیں کتنا بعد' محمد متوجہ ہوئے کہ یہ خدا کی طرف سے نازل نہیں ہو سکتا۔ تب انہوں نے ایک ترمیم شدہ وحی وصول کی۔ جس میں پہلی دو آیات کے بعد' جو پیرا آیا وہ یہاں سے شروع ہوتا ہے :

> کیا یہ تمہارے لئے تو مذکر ہیں اور اس کے لئے مونث ؟ یہ تو پھر بڑی غلط تقسیم ہے۔

گذشتہ پیرے میں ان مقامی دیوتاؤں کی شفاعت قبول کی گئی تھی جنہیں ایک طرح کا فرشتہ سمجھا جاتا تھا' جو عظیم خدا کے سامنے اپنے پجاریوں کے ایماء پر سفارش کر سکتے تھے جبکہ اس کے بجائے جو پیرا آیا اس میں ایسے بتوں کے بارے میں ان کے خدا کی بیٹیاں ہونے کے عقیدے کے خلاف استدلال کیا گیا ہے' اس سے واضح تھا کہ ایسی شفاعت ناممکن تھی۔ لازمی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ درست ہے کیونکہ کوئی مسلمان محمدؐ کے بارے میں ایسی کہانی نہیں گھڑ سکتا تھا۔ قرآن میں بھی اس کہانی کی کچھ تائید موجود ہے کیونکہ سورہ حج کی آیت ۵۲ (جس کے بارے میں کہا جاتا ہے

کہ وہ اس واقعے کے بارے میں ہے) بیان کرتی ہے کہ خدا نے (محمد سے پہلے) کوئی ایسا نبی یا رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس نے جب بھی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں کچھ ملا دیا' اگرچہ اللہ نے بعد ازاں شیطانی اضافہ منسوخ کر دیا۔

اس مقام پر اس پوری عبارت پر ہم تبصرہ نہیں کریں گے البتہ چند امور کی طرف اشارہ ضروری سمجھتے ہیں :

عبارت کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر واٹ نے زیر بحث روایت بھی اس کے اصلی مصادر سے نہیں دیکھی۔ علاوہ ازیں انہیں آیات کی شان نزول اور ان سے متعلقہ تاریخ بھی گہری نظر سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ امور زیر بحث افسانے کے مختلف پہلوؤں پر جو ریکارڈ ہم نے پیش کیا ہے' اس سے خوب واضح ہو جاتے ہیں۔

اس قصے سے مخالفین نے طرح طرح سے سوئے استفادہ کیا اور مختلف معانی اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں پہلے تو اس افسانے کو حقیقت ثابت کرنے پر زور صرف کیا گیا اور پھر حسب خواہش نتائج اخذ کرنا مشکل نہ رہا۔ ایک مطلب یہ نکالا گیا کہ جب ''القائے شیطانی'' میں اپنوں پرایوں سے کچھ تمیز نہ ہو سکی اور اسے سن کر سب سجدہ ریز ہو گئے تو قرآن کی فصاحت وبلاغت اور تاثیر کے حسن اعجاز کی ساری باتیں حسن عقیدت اور خوش خیالی کے سوا کچھ نہیں۔ ''تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن'' کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

بطور مثال ہم یہاں ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہیں جس سے روشن ہو جائے گا کہ قرآن اور غیر قرآن میں کس طرح التباس ہو جاتا تھا اور معاصرین مومنین اور منکرین ان میں کوئی مابہ الامتیاز نہ دیکھتے تھے۔ آیت قرآن ما ارسلنا من قبلك من رسول و لا نبی (حج ع) کی شان نزول میں مفسرین مثل صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے قصہ تلک الغرانیق کا بیان کیا ہے جس پر تمام روایات اور آرائے علمائے اسلام کو صاحب مواہب لدنیہ نے ایک جگہ جمع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے ''روایت کیا ابن ابی حاتم اور طبری اور ابن المنذر نے کئی طریقوں سے شعبہ سے اس نے ابی بشر سے اس نے سعید ابن جبیر سے اس نے کہا پڑھا رسول اللہ صلعم نے مکہ میں سورۃ والنجم کو پس جب پہنچے افرائیتم اللات و العزی و منات الثلثۃ الاخریٰ تک تو شیطان نے ڈال دیا۔ آپ کی زبان پر فقرہ تلك الغرانیق العلی و ان شفاعتهن لترتجی۔ پس کہا مشرکین نے کبھی نہیں ذکر کیا محمد صلعم نے ہمارے خداؤں کا بھلائی کے ساتھ آج کے دن سے پہلے پس (آنحضرت نے) سجدہ کیا اور (مشرکین) نے بھی سجدہ کیا۔ پھر نازل ہوئی آیت و ما ارسلنا من قبلك من رسول و لا نبی الا اذا تمنے القی الشیطان فی امنیته۔

یہاں اس سے کچھ بحث نہیں کہ یہ فقرہ بتوں کی تعریف میں کس کی تصنیف ہے۔ آیا شیطان کی یا کسی مشرک کی یا آنکہ خود آنحضرت نے کسی دباؤ کے وقت کسی مصلحت سے اس کو پڑھ سنایا۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ سامعین نے اس کو خود آنحضرت کی زبان کا مانا اور مابعد آنحضرت نے اس کو القائے شیطانی فرمایا لیکن مشرکین اور مومنین میں سے کسی نے عبارت ولفظی فصاحت کے اعتبار سے اس کو غیر قرآن نہیں سمجھا۔ پس مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ کلام بشر یا کلام شیطان

کو کلام خدا سے امتیاز کر لینے کے واسطے کوئی معیار اہل زبان کے پاس موجود نہ تھی۔(۱۱)

یاد رہے کہ مشہور مستشرق ولیم میور کا بھی اپنی کتاب Life of Mohammad میں اصرار ہے کہ یہ قصہ درست ہے۔ یہی حال جرمن مستشرق کارل برکلمن کا بھی ہے۔ البتہ سب مستشرقین اس سلسلے میں ایک جیسے نہیں ہیں۔ اطالوی دانشور مؤرخ کا تانی نے قصے کو درست تسلیم نہیں کیا۔ اگرچہ "Cambridge Medieval History" کے مغربی مصنفین کو کاتانی کے اس بیان پر افسوس ہے۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر محمود رامیار عصر حاضر میں قرآنیات بالخصوص تاریخ قرآن کے بہت بڑے محقق ہیں ان کی کتاب "تاریخ قرآن" اپنے موضوع پر ایک گراں قدر تالیف ہے۔ اس کا فارسی سے اردو ترجمہ سید انوار احمد بلگرامی نے کیا ہے۔ جسے مصباح القرآن لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر یہی ترجمہ ہے۔ دیکھئے ص۔ ۱۵۱

2- Bell, Richard-Itroduction to Quran(Edinburg, 1970)- p_55

3- English to English and urdu dictionary (Ferozsons Limited, Lahore) P_942

۴۔ لوئس معلوف۔ المنجد فی اللغہ (انتشارات اسماعیلیان، قم ۱۹۸۷) ص۔ ۵۴۹

۵۔ طبری۔ امام ابو جعفر محمد بن جریر (موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت۔ ۱۴۰۹ھ)

۶۔ مودودی، ابوالاعلیٰ مولانا۔ تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔ ۱۹۹۴ء)۔ ۳۔ ۲۴۰

۷۔ مودودی، ابوالاعلیٰ مولانا۔ تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔ ۱۹۹۴ء)۔ ۳۔ ۲۴۰

۸۔ رام چندر، ماسٹر۔ تحریف قرآن (پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، لاہور ۱۸۹۰ء)۔ ص۔ ۱۸۳

یہ کتاب راقم نے استاد گرامی قدر پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت چیرمین شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور کے ذاتی ذخیرہ کتب میں دیکھی جس کی استاذی وقار نے ازراہ کرم فوٹو کاپی کی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔

9- Bell, Richard-Itroduction to the Qur,an (Edinburg, 1970)- p_55

10- Watt, W.Montgomery,Itroduction to the Qur,an (Edinburg, 1970)- p_55

۱۱۔ یہ عبارت "تنویر الاذهان فی فصاحت القرآن" سے لی گئی ہے۔ کتاب پر مصنف کا نام نہیں لکھا گیا بلکہ یوں لکھا ہے: "مصنفہ: مصنف ضربۂ عیسوی و تاویل القرآن و دیگر کتب مناظرہ"۔ یہ کتاب لاہور کے قدیمی عیسائی تبلیغی ادارے پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی، لاہور نے ۱۹۰۹ء میں شائع کی۔ اس ادارے نے برطانوی استعماری دور میں ایسی بہت سی کتب شائع کیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆